رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بذریعہ رجسٹری پیشگی زرِ خریدار ہونا ضروری ہے

نور

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۴) | قادیان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ | نمبر (۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زار روس کا سر

(۱)

ساری دنیا کو معلوم ہے۔ کہ نکولس دوم آخری زار روس اپنی بیوی اور بچوں سمیت اکاٹرن برگ میں بالشویکوں کے ہاتھوں بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۷ جولائی کو زار قتل ہوا تھا۔ اسی شام کو کسی ذریعہ سے یہ خبر برلن پہنچ گئی۔ لیکن برلن میں اسے کوئی صحیح سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ برلن سے ایک لاسلکی پیغام آسٹریا کے ایک مشہور اخبار کے نام بھیجا گیا۔ جس میں درج تھا۔ کہ زار کے قتل کی افواہ غلط ہے۔ یہ لاسلکی پیغام ماسکو کے ایک مرکز لاسلکی میں بھی وصول ہو گیا۔ اس پر لوڈ ٹسکی وغیرہ کے دل میں شبہات پیدا ہو گئے۔ چنانچہ اسی وقت بیلو بورڈوف کے نام ایک تار بھیجا گیا۔ کہ واقعہ کی تفصیلات بیان کرے۔ نیز کوئی مستند اور قابل اطمینان ثبوت دے۔ ۲۶ جولائی کو اس تار کے جواب میں چمڑے کا ایک تھیلا پہنچا۔ اس میں زار روس کا سر تھا۔ اکثریت نے فیصلہ کر دیا۔ کہ سر کو جلا کر راکھ کر دیا جائے۔ بعد ازاں سر کو کانچ کے مرتبان سے

مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جانے کے بارے میں

مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب جج ہائیکورٹ لاہور کا

نیا اور عجیب و غریب فیصلہ

(از چوہدری غلام احمد خانصاحب ایڈووکیٹ
ہائیکورٹ لاہور نعیم پاک پٹن)

(۱)

اخبار الفضل جلد ۱۶ عدد ۷۰ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۹ء میں ایک نہایت اہم مضمون زیر عنوان "مرتدہ کا نکاح فسخ نہیں ہوتا" منجانب مفتی صاحب سلسلہ احمدیہ قادیان دارالامان شائع ہوا ہے شریعت اسلام کا یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے۔ کہ مسلمان مرد غیر مسلمہ اہل کتاب عورت سے جائز طور پر نکاح کر سکتا ہے اور ابتداء اسلام سے ہر ایک زمانہ میں کم و بیش اس اصول پر عملدرآمد بھی ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی ہے اس لئے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ اگر کوئی منکوحہ مسلمہ عیسائی یا یہودی ہو جائے۔ تو پھر کیوں اس کا نکاح فسخ ہو جائے۔ لیکن سرکار برطانیہ کی عملداری میں ہندوستانی عدالتوں میں شروع سے لے کر آج تک شریعت اسلام کا یہی غلط فتویٰ رائج رہا ہے۔ کہ مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور ہر روز عدالتوں میں اسی غلط فتویٰ کے بنا پر فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمان جہاں اور بہت سے اسلامی احکام کی پابندی نہیں کرتے۔ وہاں وہ اس غلط فتویٰ سے بھی لاپرواہی ظاہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے اسلام کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور آئندہ اس سے سخت سے سخت نقصانات کے پہنچنے کا قوی احتمال ہے۔ جو مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں سے کسی نہ کسی وجہ سے طلاق حاصل کرنیکی متمنی ہوتی ہیں۔ اور ان کے خاوند سینہ زوری سے ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو طلاق نہیں دیتے۔ اور وہ عدالتوں میں بعض وجوہات سے خلع کبھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ تو وہ صرف انفساخ نکاح کی خاطر اسلام سے مرتد ہو جاتی ہیں۔ اور موجودہ صورت میں قانونی لحاظ سے محض ارتداد اختیار کر لینے کے ساتھ ہی فوراً ان کے نکاح خود بخود فسخ تصور ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمان خاوند اپنا سا منہ لے کر بے بس اور بے چارہ ہو جاتے ہیں۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بالمقابل اگر کوئی ہندو عورت شادی شدہ مسلمان یا عیسائی ہو جائے۔ تو اس کا بیاہ بدستور قائم رہتا ہے۔ اس لئے کسی مسلمان یا عیسائی مرد کو ایسی عورت کے ساتھ شادی کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی مسلمان یا عیسائی مرد ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لے۔ تو وہ جرم زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند کا مرتکب .. .. ..

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء

راجپال آریہ کا لاہور میں عبرتناک قتل

نمبر (۱)

(از)

بتاریخ ۶ اپریل ہفتہ کے دن سمی راجپال آریہ کو جس نے "رنگیلا رسول" چھاپ کر شائع کیا تھا۔ ڈیڑھ بجے دن کے اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے ایک شخص جس کا نام اخبارات میں علم دین بتایا گیا ہے۔ چھرے سے قتل کر دیا۔ اور راجپال اسی وقت مر گیا۔

واقعہ قتل ہندو اخبارات میں اس قتل کے اس قدر مختلف اور متضاد بیانات شائع ہوئے ہیں۔ جن سے صحیح طور پر کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ لکھا ہے۔ کہ راجپال گورو کل کے جلسہ پر ہردوار گیا ہوا تھا۔ اور وہاں سے ۵ اپریل کو واپس آکر ۶ اپریل کو اپنی دکان کتب فروشی پر بیٹھا حساب کا رجسٹر دیکھ رہا تھا۔ کہ ۱½ بجے بعد دوپہر ایک نوجوان شخص نے دوکان میں گھس کر اس کو سر سے پکڑ کر فرش پر لٹا لیا۔ اور نو انچ پھل کا چاقو اس کے سینے میں اس زور سے گھونپا۔ کہ وہ جسم کے دوسری طرف نکل گیا۔ راجپال نے ایک چیخ ماری اور ٹھنڈا ہو گیا۔ اور قاتل بھاگ گیا۔ ایک شخص چیخ سن کر آیا۔ جس نے راجپال کو لہولہان دیکھکر شور مچایا۔ کہ قاتل بھاگ گیا۔ پکڑو۔ پکڑو۔ قاتل انارکلی کی طرف نہیں بھاگا۔ بلکہ میو ہسپتال کی طرف ایک آریہ کی لکڑی کی ٹال میں جا گھسا۔ مالک دکان کے بیٹے دو یا تین نوجوان آریہ نے اس کو پکڑ لیا۔ اور جب پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔ اس کے حوالہ کر دیا۔ یہ خبر شہر بھر میں پھیل گئی۔ لوگوں کا بڑا ہجوم موقعہ واردات پر جمع ہو گیا۔ پولیس نے مقتول کی نعش کو لاری پر لاد کر پوسٹ مارٹم (ڈاکٹری معائنہ) کے لئے ہسپتال پہنچا دیا۔ جہاں سے ۷ اپریل کی شام تک مقتول کی نعش وارثوں کو نہیں دی گئی۔ کیونکہ وہ اس کا جلوس نکال کر شہر کے اندر سے گذرنا چاہتے تھے۔ جس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے منظور نہ کیا اور کہا کہ باہر باہر بغیر جلوس کے نعش کو لیجا کر اگر جلانا چاہیں تو نعش مل سکتی ہے۔ آریوں نے اس کو منظور نہ کیا۔ اور خالی تختہ پر ارتھی بنا کر جلوس نکالنا چاہا۔ جس کو حکماً پولیس نے روک دیا۔ اس جلوس کے منتشر کرنے میں پولیس نے تشدد سے بھی کام لیا۔ اور بقول ہندو اخبارات اہل جلوس پر لاٹھی برسائی۔ جس سے بعض کو چوٹیں بھی آئیں۔

احتیاطی انتظام ۷ اپریل رات کے ۹ بجے ڈپٹی کمشنر لاہور کیطرف سے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو گیا۔ کہ آٹھ دن تک لاہور میں کوئی جلوس یا جلسہ بلا اجازت نہیں ہو سکے گا۔ ۷ اپریل کو شام کے ۶ بجے ہندو بھارت سبھا کا ایک جلسہ ایبران میرٹھ سے اظہار ہمدردی کے لئے ہونے والا تھا۔ جس میں راجپال کے قتل پر بھی ہندو مسلم نے اظہار نفرت کر کے مقتول کے پسماندگان سے ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کیا۔ اور باہمی ملاقاتوں میں بھی اس فعل کو موجب ندامت و ملامت کہا۔

ہندو اخبارات کا رویہ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ ایسے موقعوں پر آریہ ہندو اخبارات کا طرز عمل کہاں تک ملک و قوم و وطن کی بھلائی کو مدنظر رکھتا ہوا اظہار خیالات کیا کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس ایک ہی راگ اور ایک ہی خیال کا پروپاگنڈا جاری رکھتے ہیں۔ کہ "مسلمانوں نے آریوں اور ہندوؤں کے قتل کرنے کے واسطے بڑی سازش کر رکھی ہے۔ اور خفیہ انجمنیں بنائی ہوئی ہیں۔ جو مخفی مخفی ایسے ہی کام سوچتی رہتی ہیں۔ جس کے اشارہ پر یہ حادثات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور اسلام کی تعلیم ہی اس قسم کے قتل کی ہدایت دیتی ہے۔ چنانچہ دشمن امن پرتاپ کا آریہ ایڈیٹر جو مسلمانوں کو ایک نظر دیکھنے کا بھی روادار نہیں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"مہاشہ راجپال کو قتل کرنے کے لئے نہ صرف دو تین بار عملی کوشش کی گئی۔ بلکہ کوشش کرائی گئی۔ اور کرائی بھی ان مسلمانوں کی طرف سے گئی۔ جو پڑھے لکھے ہیں۔ . . . . . یقیناً اسلام کی خوفناک تعلیم اس قتل کے لئے ذمہ وار ہے۔ مہاشہ راجپال کے قتل کے اس پہلو کو مسلمانوں کو سوچنا پڑے گا وہ ہزار کہتے پھریں کہ ایسی باتوں کی اسلام تعلیم نہیں دیتا۔ لیکن آخر اسلام ان خدا بخشوں عبدالعزیزوں اور علم دینوں کو کہاں چھپائیگا کون کہتا ہے۔ کہ مہاشہ راجپال کا قتل سازش کا نتیجہ نہیں۔ راجپال پر حملہ کرنا اور کرانا بھی جاہل آدمیوں کے ہاتھوں اس بات کا صریح ثبوت ہے۔ کہ ان قاتلوں کی پشت پر کوئی اور دماغ ہے۔ جو سازش کے مرکز پر بیٹھا ہے۔ ضرورت ہے اس دماغ کو پکڑنے کی۔ گورنمنٹ کو اپنی تمام طاقتیں اس سازش کا پتہ لگانے میں صرف کر دینی چاہئیں"

(پرتاپ روزانہ مورخہ ۹ اپریل ۲۹ء)

اشتعال دلانیوالے طریقے چھوڑ دو ان بیہودگی کا جواب تو واقعات سالفہ بہت کچھ دے چکے ہیں۔ اور آئندہ اس واقعہ کی تحقیقات خود دیتی رہیگی۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ اس اوندھی کھوپڑی کے آریہ ایڈیٹر اور اس کے سوامی ستیانند کو سانڈرسن کے قتل اور ان کے سوامی دیانند کی موت اور تلسی رام و رام چندر کے واقعات کیوں بھول جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ نمبر ۲ میں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ ولادت مسیح

اور

ڈاکٹر بشارت احمد

نمبر (۳)

(از برادرم فخر الدین صاحب ملتانی)

ناظرین قبل اس کے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالجات سے حضرت مسیح کی ولادت بن باپ کا مدلل ثبوت دوں۔ ڈاکٹر بشارت احمد کے حضرت مسیح موعود کو حکم تسلیم کرنے سے بیباکانہ انکار کا سردست ایک ہی حوالہ سے رد کر دیتا ہوں۔ سنئے حضرت حکم موعود فرماتے ہیں۔

"اب اس زمانہ میں دنیا اختلاف سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ اور امت محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اس لئے بموجب سنت اللہ کے ضروری تھا۔ کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حکم آتا۔ سو اسی حکم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا۔ . . . لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے۔ کہ وہ مسیح موعود جو اس امت میں سے ہوگا۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوگا . . .

. . . . . اور وہی عقیدہ سچا ہوگا۔ جس پر وہ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اسے راستی پر قائم کریگا۔ اور جو کچھ کہیگا۔ بصیرت سے کہے گا۔ اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا۔ کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے۔ کیونکہ اس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے۔" (حقیقۃ الوحی ص۴۳)

مخدوم و مکرم ڈاکٹر صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے۔ اگر شمہ بھر بھی آپ کے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں تقویٰ باقی ہے تو حضرت صاحب کی محولہ بالا عبارت غور سے پڑھیں۔ کہ کیا آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت صاحب کی کوئی تحریر یا تقریر جو قرآن و حدیث سے مستنبط نہ ہو قابل تسلیم نہیں۔ کہاں تک صحیح ہے۔

اس قدر عرض کرنے کے بعد اب میں مختصر طور پر حضرت صاحب کے حوالجات ولادت مسیح کے متعلق درج کرتا ہوں۔ اور انصاف پسند روحوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ خدارا سوچیں اور سوچ کر بتائیں۔ کہ ان حوالجات اور فیصلجات کی موجودگی میں ایک احمدی کہلانے والا بشکل انسان یہ لکھنے میں کہاں تک حق بجانب ہے۔ کہ (۱) حضرت صاحب نے قرآن و حدیث سے اس مسئلہ پر نہیں لکھا (۲) حضرت صاحب کی کوئی بات جب تک قرآن و حدیث سے مستنبط نہ ہو قابل تسلیم نہیں (۳) ولادت مسیح کا مسئلہ حضرت صاحب کے پیش نہیں ہوا (۴) ولادت مسیح بن باپ خلاف قانون الٰہی ہے (۵) قرآن نے ولادت مسیح بن باپ نہیں مانی (۶) حضرت صاحب نے مسیح کی تمام خصوصیات کو توڑا۔ مگر اس خصوصیت کو نہ توڑا اور اب ہم توڑنے کے لئے مامور ہیں۔ حضرت صاحب نے اس خصوصیت کو نہیں چھوا وغیرہ وغیرہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں چونکہ ولادت مسیح کا مسئلہ مسیح موعود کی راہ میں نہیں آیا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس کے متعلق بحیثیت حکم کے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ مگر مندرجہ ذیل حوالہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ یہی مسئلہ خصوصیت سے مسیح موعود کے پیش ہوا۔ اور حضرت صاحب نے جواب دیا۔ چنانچہ جنگ مقدس میں عبداللہ آتھم نے سوال کیا:۔

"(ع) مسیح کا بن باپ پیدا ہونا مانتے ہیں یا نہیں؟"

(غ) مسیح کا بن باپ ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے۔ ضرور باہر جا کر دیکھیں۔ کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں پس اس سے مسیح کی خدائی کا ثبوت نکالنا صریح غلطی ہے۔" (جنگ مقدس ص۱۶۵)

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ بالکل خلاف قانون قدرت ہے۔ کہ کوئی عورت بغیر شوہر کے حاملہ ہو سکے۔" اس کا جواب حضرت صاحب چشمہ معرفت ص۲۱۷ پر یوں ارقام فرماتے ہیں:۔

"بڑے بڑے محقق طبیبوں نے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اس قسم کی پیدائش کی مثالیں لکھی ہیں اور نظیریں دی ہیں۔ اور ان کی تحقیق کی رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہیں۔ کہ قوت رجولیت اور انثیت دونوں ان میں جمع ہوتی ہیں۔ اور کسی تحریک سے جب ان کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے . . . . . اور یہ خود تعجب کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جس حالت میں برسات کے ایام میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود مٹی سے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو اگر خدا نے کوئی ایسا نمونہ نوع انسان میں بھی پیدا کیا۔ تو کیوں اس کو انکار کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ امر خدا کے قانون قدرت کے برخلاف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

..... پس ایسا قادر خدا جو ابتداء دنیا میں صرف مٹی سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اگر وہ کسی انسان کو صرف عورت کے نطفہ سے پیدا کرے۔ تو یہ کونسی تعجب کی جگہ ہے ظاہر ہے۔ کہ نطفہ بہ نسبت مٹی کے بچہ پیدا ہونے کے لئے بہت قریب استعداد بعیدہ ہے۔ پس جب کہ تمہارا یہ اقرار ہے۔ کہ جو چیز استعداد بعیدہ رکھتی ہے۔ اس سے انسان پیدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ جو چیز بہ نسبت مٹی کے بچہ پیدا ہونے کے لئے استعداد قریب رکھتی ہے۔ اس سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ یعنی عیسیٰ کی مثال خدا تعالےٰ کے نزدیک آدم کی ہے۔ کیونکہ خدا نے آدم کو مٹی سے بنا کر پھر کہا۔ کہ تو زندہ ہو جا۔ پس وہ زندہ ہو گیا"

اتنے استدلال اور بحث اور استنباط کئے ہوئے خدا جانے کس منہ سے ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے اس مسئلہ کو قرآن سے استنباط کر کے مدلل بیان نہیں کیا۔ اس سے زیادہ اور کیا لکھتے۔ میں نہ مانوں کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں۔ ابھی اس خارق عادت امر کے متعلق حضرت صاحب کی فرمائی ہوا دلیل سنو۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر کہا جائے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ ایک امر فوق العادۃ ہے۔ پس شانِ مماثلت پوری نہیں ہوتی ہے۔ اور باہم مشابہت کا ہونا ضروری ہے۔ جو سلیم الطبع لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ انسان کا بے باپ پیدا کرنا عادت اللہ میں داخل ہے اور ہم اس کو قبول نہیں کرتے۔ کہ یہ خارج از عادت ہے۔ اور نہ لائق ہے۔ کہ اس بات کو قبول کیا جاوے۔ کس لئے کہ انسان کبھی عورت کے نطفہ سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ بات نادر ہو۔ اور یہ امر قانون قدرت سے بھی خارج نہیں ہے۔ بلکہ ہر قوم میں اس کی نظیریں پائی جاتی ہیں۔ اور اہل تجربہ طبیبوں نے ایسی نظیروں کا ذکر کیا ہے۔ ہاں ہم یہ بات قبول کر سکتے ہیں۔ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا قلیل الوقوع امر ہے۔ بہ نسبت اس امر کے کہ اس کا مخالف ہے۔ اور اس امر عجیب کے مشابہ میری پیدائش ہے۔ کس لئے کہ میں توام پیدا ہوا ہوں۔ اور میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جو وہ مر گئی اور میں زندہ رہ گیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ یہ واقعہ بھی نسبتاً عام پیدائش کے قاعدہ سے عجیب ہے"

"حاشیہ۔ آیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کا نہ کوئی باپ تھا۔ اور نہ ماں۔ پس یہ امر عادت میں داخل ہونا ابتداء زمانہ سے ہی ثابت ہے" (خطبہ الہامیہ صـ۴۷)

مکرم ڈاکٹر صاحب ارشدک اللہ۔ خدا تعالےٰ آپ کو نفسانی تعلقات کے سیئات سے بچا کر روحانی تعلقات کے انوار سے متمتع ہونیکی توفیق عطا فرماوے۔ خدا کے لئے آپ تخلی بالطبع ہو کر غور کریں۔ کہ آپ کا یہ بڑا بول کہ حضرت صاحب کا کوئی فیصلہ جب تک قرآن و حدیث سے مدلل و مستنبط نہ ہو۔ قابل تسلیم نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے ولادت مسیح کے مسئلہ کو بحیثیت حَکَم کے قرآن و حدیث سے مدلل نہیں کیا۔ کس حد تک بجا اور درست ہے یہ خطبہ الہامیہ کوئی معمولی کتاب نہیں۔ اسکے متعلق حضرت صاحب نے ٹائٹل پیج پر ارقام فرمایا ہے:۔ کہ

ھذا ھو الکتاب الذی الھمت حصۃ منہ من رب العباد فی یوم عید من الاعیاد۔ فقررتہ علی الحاضرین بانطاق الروح الامین..... فلا شک انہ آیت من الآیات..... بل ھی حقائق اوحیت الیّ من رب الکائنات..... فکانتا مما سمعت من قبل من علماء الملۃ..... ان یاتی المسیح الموعود والامام المنتظر وحکم الناس وخاتم الخلفاء"

گویا بالفاظ دیگر اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی وحی اور الہام ہے۔ پس اس کا فیصلہ ایک مومن احمدی کے لئے ہر طرح ناطق ہے۔ سو ممکن ہے۔ کہ میرا پہلا حوالہ بوجہ حاشیہ ہونے کے حضرت صاحب کا اپنا کلام قرار دیکر خصم کے نزدیک مردود ہو۔ اس لئے ذیل میں اس الہامی کتاب کے متن کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ اور متن بھی وہ جو الھمت حصۃ منہ کا مصداق ہے۔ پھر دیکھتا ہوں۔ کہ آیا ڈاکٹر صاحب موصوف کی پندرہ سال قبل والی سعادت ازسرِ نو جوش مارتی ہے یا نہیں۔ لیجئے سنئے۔ خطبہ الہامیہ کے صفحہ ۴۳ پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"وما کان لہ اب من بنی اسرائیل الا امہ وکذالک خلقہ اللہ من غیر اب واوحیٰ فیہ الیٰ ما الیٰ ما اوحیٰ وکان ذالک اٰیۃ لہ وعلما۔ ترجمہ اور عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل میں سے سوائے ماں کے کوئی باپ نہ تھا۔ اس طرح پر خدا نے ان کو بے باپ پیدا کیا۔ اور اس بے باپ پیدا کرنے میں ایک اشارہ فرمایا۔ اور یہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشان اور دلیل تھی۔ یہود کے لئے۔ اور اس میں ایک پوشیدہ خبر تھی۔ اور وہ راز یہ تھا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے اب نبوت جاتی رہیگی۔"

ڈاکٹر بشارت احمد کو نہ معلوم اس دروغ بافی کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ کہ گویا حضرت صاحبؑ نے ولادت مسیح کو قرآن سے استنباط کر کے مدلل نہیں کیا۔ اتنے بڑے اور پرانے آدمی کے لئے دل یہ تو باور کرنے کے لئے ہرگز طیار نہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر کافی عبور نہیں۔ اس لئے سوائے اسکے کہ ڈاکٹر مذکور کا یہ قول تجاہل عارفانہ بغرض حق پوشی قرار دیا جائے۔ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ ذیل میں ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جس میں قرآنی استدلال کو کس پر زور طریق سے حضرت صاحبؑ نے پیش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اور یاد رہے۔ کہ خدا نے بے باپ پیدا ہونے میں حضرت آدم سے حضرت مسیح کو مشابہت دی ہے۔ اور یہ بات کہ کسی دوسرے انسان سے کیوں مشابہت نہیں دی۔ یہ محض اس غرض سے ہے۔ کہ تا ایک مشہور متعارف نظیر پیش کی جاوے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ بے باپ ہونا حضرت مسیح کا خاصہ ہے۔ اور یہ خدائی کی دلیل ہے۔ پس خدا نے اس حجت کے توڑنے کے لئے وہ نظیر پیش کی۔ جو عیسائیوں کے نزدیک مسلم اور مقبول ہے۔ اگر خدا تعالےٰ اپنی مخلوقات میں سے کوئی اور نظیر پیش کرتا۔ تو وہ اس نظیر کی طرح بدیہی اور مسلم الثبوت نہ ہوتی۔ اور ایک نظری امر ہوتا۔ ورنہ دنیا میں ہزارہا افراد ایسے ہیں۔ جو بے باپ پیدا ہوئے۔ درغائت کار یہ امر امور نادرہ میں سے ہے۔ نہ یہ کہ خلاف قانون قدرت اور عادت اللہ سے باہر ہے۔ پس یہ ندرت اس قسم کی ہے۔ جیسے توام میں ندرت ہے جو فطرت الٰہی نے اس راقم کے حصہ میں رکھی تھی۔ تا تشابہ فی الندرت ہو جائے۔"

(تحفہ گولڑویہ جدید صفحہ ۱۱۵)

مجھے افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کو حضرت صاحب کے دلائل قرآنی کو کس طرح وجدانی اور اور ذوقی نکتے کہنے کی جرأت ہوئی ہے۔ اگر ہمچو قسم دلائل کا نام ذوقی نکتے ہے۔ تو پھر قرآن مجید تمام کا تمام ذوقی نکتوں سے بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے بھی مسیح کی ولادت کی خصوصیت کو آدم کی مثال دیکر رد کیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ قرآن ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے رد کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ پیدا ہونا (جس سے ان کی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہکر رد کر دیا۔ کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰)

اس قسم کا ایک اور حوالہ سنئے:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بعض عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خصوصیت پیش کی تھی۔ کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ تو فی الفور اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کی اس آیت میں جواب دیا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔

یعنی عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے خدا نے اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر اس کو کہا کہ ہو جا۔ سو ہو گیا۔ ایسا ہی عیسیٰ بن مریم مریم کے خون سے اور مریم کی مٹی سے پیدا ہوا۔ اور پھر خدا نے کہا کہ ہو جا سو ہو گیا۔ پس اتنی بات میں کونسی خدائی اور کونسی خصوصیت اس میں پیدا ہو گئی۔ موسم برسات میں ہزارہا کیڑے اور مکوڑے بغیر ماں اور باپ کے خود بخود زمین سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی ان کو خدا نہیں ٹھہراتا۔ کوئی انکی پرستش نہیں کرتا۔ کوئی ان کے آگے سر نہیں جھکاتا۔"

(براہین پنجم صفحہ ۳۹)

ڈاکٹر بشارت احمد کے اس بار بار لکھنے پر مجھے ہنسی ہی آتی ہے۔ کہ گویا حضرت صاحبؑ نے ولادت مسیح کی خصوصیت کو چھیڑا ہی نہیں۔ کیونکہ راہ میں نہیں آئی۔ اگر راہ میں نہ آنا اسی کا نام ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی مسیح کی خدائی کی تردید فرمائی۔ وہیں اس خصوصیت کی بھی قرآن شریف کی رُو سے تردید فرمائی۔ طبّ کی رُو سے تردید فرمائی۔ قانون الٰہی کی رُو سے تردید فرمائی۔ عام مشاہدہ اور تجربہ پیش کر کے تردید کی۔ عقل و فلسفہ کی رُو سے تردید فرمائی۔ خدا جانے اور تردید اور مدلل اور مستحکم تردید کس جانور کا نام ہے۔ ڈاکٹر صاحب بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ خدا کے خوف سے کام لے کر شرم کرو۔ اور زیادہ پردہ دری کرنے پر ہمیں مجبور نہ کرو۔ کیا سچ کہا گیا ہے ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تم نے خطرناک حملے شروع کئے۔ تو خدا نے اس کے ایک نہایت ہی حقیر اور کمزور خادم کے ذریعہ کس طرح آپ دل کی روشنائی آپ کے چہرہ پر ظاہر دکھا دی۔

قرآن نے بھی ولادت مسیح کی خصوصیت کو توڑا

مسیح موعود تو بجائے خود رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بار بار یہی فرماتے ہیں۔ کہ اس خصوصیت کو قرآن نے بڑے زور سے توڑا ہے۔ پس جب قرآن کی دلیل ڈاکٹر صاحب کے لئے اطمینان بخش نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقلاب افغانستان
اور
مسلمانان ہندوستان
نمبر (۷)

طبل جنگ

عید گذر گئی اور اخبارات اور پشاور کی افواہوں کی بناء پر طبل جنگ بج چکا۔ اور کابل پر چڑھائی شروع ہوگئی۔ اس کا انجام کیا ہوگا؟ خدا تعالےٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ ایک بات جو یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس خانہ جنگی سے سلطنت افغانستان کو بہت نقصان پہنچے گا۔ اس کی قوت اور طاقت میں ضعف پیدا ہو جائیگا اور خطرہ ہے۔ کہ یہ اندرونی جنگ کسی لمبے سلسلہ جنگ کا موجب ہو جاوے۔ اور پھر اس کے شعلے افغانستان کے دروں سے گذر کر

نیرہ خاکِ ہند میں نہ پہنچ جاویں۔

میں نے جو گذشتہ نمبروں میں بیان کیا ہے۔ اس وقت تک واقعات نے اس کی پوری تصدیق کی ہے۔ آئندہ کے لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ واقعات کس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میری غرض حفاظت حاضرہ پر صرف تبصرہ ہے۔

راہ چلتے مسافروں کی خبریں ساقط الاعتبار ہیں

افغانستان کے متعلق جو خبریں اخبارات میں سنسنی خیز عنوانات کے تحت شائع کی جاتی ہیں۔ ان کے ذرائع پر جب میں نظر کرتا ہوں۔ تو ہنسی نہیں رونا آتا ہے۔ کہ ہماری صحافت کا معیار اخبار نویسی کیا ہے؟ راہ چلتے مسافروں کی خبروں کو (اگر واقعی کسی نے بیان کی ہوں) اہم نتائج کا ماخذ قرار دینا صحافت کی شان سے گرا ہوا فعل ہے۔ جو شخص ذرا بھی تامل اور فکر سے ان خبروں کو پڑھیگا۔ وہ دیکھے گا۔ کہ ان میں لکھا ہے۔ کہ کوئٹہ میں آنے ہوئے مسافروں نے بیان کیا۔ پارہ چنار کے راستہ سے بعض لوگ آئے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ یہ بھی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اسلامی صحافت اسلامی اصول درایت کو ترک کر کے قابل عزت نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص چند سال بعد ان خبروں کی بناء پر تاریخ جنگ افغانستان لکھے۔ تو وہ کیا کہے گا۔ اس قسم کی خبروں کی اشاعت سے جہاں ہمارا اخلاقی معیار کم ہوتا ہے۔ وہاں نفرت اور اختلاف بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس طریق کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میرے مشورہ کی آج کوئی قیمت نہیں۔ لیکن مجھے محض اس خیال سے کہ میری آواز صدا بصحرا ہے خاموش نہیں رہنا چاہیئے:۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

کارزارِ افغانستان کے نامی پہلوان

کارزار افغانستان کے نامی پہلوانوں کا میں پہلے بھی کسی قدر ذکر کر چکا ہوں مگر موجودہ حالات میں ان کی پوزیشن کیا ہے؟ اسے بیان کرنے کی اب بھی ضرورت ہے۔ اور پھر بھی ہوگی۔ یعنی جس جس طرح حالات میں تبدیلی ہوگی اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔

سب سے اول میں سردار علی احمد جان کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ فاروق کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے۔ آپ پشاور میں جلال آباد سے بھاگ کر آئے تھے۔ اور آپ کے آنے کے بعد جلال آباد کو دشمن نے گھنڈرات کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ جو دارالامارت تھا۔ آج وہاں وحشت برستی ہے۔ پشاور بیٹھ کر آپ نے نادر خاں صاحب سے انٹرویو کئے۔ اور کوئی صورت باہمی اتفاق کی نظر نہ آئی۔ نقطہ ہائے نظر غالباً جدا تھے۔ اس لئے قندھار سے سلسلہ نامہ و پیام جاری ہوا۔ مگر وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ بالآخر اپنے صاحبزادے کو قندھار روانہ کیا۔ اگر سردار علی احمد جان صاحب کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ خود بلا تامل قندھار چلے جاتے۔ مگر انہوں نے اپنے بیٹے کو روانہ کیا۔ جو سابق شاہ امان اللہ خاں کا بھانجا ہے۔ بیٹے نے قندھار پہنچکر معروضات پیش کئے اور یکایک مشتہر ہوا۔ کہ شہریار غازی کی طلبی پر آپ قندھار جا رہے ہیں۔ اور وہ بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام کے ساتھ قندھار کو روانہ ہوئے۔ لیکن ۵ اپریل ۱۹۲۹ء کے اخبارات میں

غداری کا حملہ اور علی احمد جان کی گرفتاری اور سزائے موت

کی سنسنی خیز خبر شائع ہوئی۔ مگر فوراً ہی اس خبر کی تردید اس طرح پر ہوئی۔ کہ

"وہ ابھی تک کوئٹہ میں ہے۔ اور باغلب وجوہ اس وقت تک قندھار نہیں جائیگا۔ جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے۔ کہ قندھار اسے خوش آمدید کہے گا"

اس خبر سے حقیقت کھل جاتی ہے۔ کہ سردار علی احمد جان بذات خود اپنے سابق بادشاہ پر مطمئن نہیں۔ اور اسے اپنے ان افعال سے خطرہ ہے۔ جو شنوار (؟) بغاوت کو فرو کرنے کے منصب پر مامور ہوتے ہوئے اس سے تخت افغانستان کے خلاف سرزد ہوئے۔ واقعات کا آئندہ رُخ کیا ہوتا ہے۔ یہ آئندہ انشاء اللہ العزیز لکھا جاوے گا۔

نادر خاں اور اس کے بھائیوں کی مساعی

نادر خاں نے جب سے ساحل ہند پر قدم رکھا ہے ایک منٹ کے لئے بھی اپنے مقاصد سے قدم نہیں ہٹایا۔ اس نے کبھی قندھار جانے پر آمادگی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے امان اللہ خاں کی حمایت کا وعدہ بھی نہیں کیا۔ ہاں اپنے ملک کو آتش جنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بچانے کا اعلان کیا۔ اور یہی اپنا مقصد ظاہر کیا۔ کہ اس کی آزادی اور استقلال میں فرق نہ آئے۔ اور اپنے لئے وہ ایک بادشاہ منتخب کرلے۔ اس کے متعلق مختلف قسم کی افواہیں اور خبریں شائع کی گئیں۔ کبھی اس کی گرفتاری کا اعلان ہوا۔ اور کبھی اس کی ہلاکت کا۔ اور اب یہ خبریں بھی آنی شروع ہوئی ہیں۔ کہ

خوست میں اس کا اثر قائم ہو چکا ہے

مگر اس کے لئے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کابل پر امان اللہ خاں کے لئے چڑھائی کر رہا ہے۔ کم از کم مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔ کہ جو شخص اپنے ملک میں کشت وخون کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ اور اپنا مشن امن چاہتا ہے۔ وہ خود خونریزی کے لئے آمادہ ہو جاوے۔

نادر خاں کی خودکشی اور قوم کی زندگی

حال میں اس کے تدبر کا ایک اور عجیب مظاہرہ ہوا ہے۔ کہ جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے خودکشی کا ارادہ کیا ہے۔ نادر خاں ایک مسلمان کی حیثیت سے اگر اسی قسم کا ارادہ ظاہر کرتا۔ تو اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ لوگ حقیقت کو بہت کم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنرل نادر خاں کا یہ ایک زرین کارنامہ ہے جس نے ایک لفظ سے خوست میں امن قائم کر دیا وزیریوں اور قبائل خوست کے درمیان خطرناک جنگ کا احتمال ہو گیا تھا۔ اور قبائل چاہتے تھے۔ کہ وزیری اس علاقہ سے چلے جائیں اور کوئی صورت امن اور باہمی مفاہمت کی پیدا نہ ہوتی تھی۔ جنرل نادر خاں نے سمت جنوبی کے قبائل میں صلح کرانے کی غرض سے ایک جرگہ منعقد کیا۔ اور اس میں تقریر کرتے ہوئے ظاہر کیا۔ کہ اگر یہی حالت ہے۔ اور خوست کے قبائل کشت و خون پر تلے ہوئے ہیں۔ تو میں ان حالات کو دیر تک دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ اور یہ کہکر انہوں نے پستول نکال لیا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ خود وزیری کرنیل نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور علی الاعلان کہا۔ کہ

"ہمیں اس سے کوئی رنج نہیں پہنچنا۔ کہ ہمارے بھائی یہاں سے نکال دیں۔ جب آپ کو ہماری خدمات کی ضرورت نہیں۔ تو ہم خود ہی چلے جائیں گے۔ اور آپ کو ناراض نہیں کریں گے"

نادر خاں کی یہ خودکشی قوم کی زندگی کا موجب ہو گئی۔ نادر خاں کے تدبر اور اس کی معاملہ فہمی کا یہ ایک شاندار مظاہرہ ہے۔ نادر خان کے ایک فقرہ نے

خوست کو کشت وخون سے بچا لیا

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ نادر خاں کا سمت جنوبی میں کس قدر اثر ہے۔ اور وہ کس طرح پر ان لوگوں کے قلوب پر حکومت کرتا ہے ہاشم خاں کو جو کامیابی ہو چکی ہے۔ میں اس کا ذکر پچھلے نمبر میں کر آیا ہوں۔ کہ اس نے خوگیانیوں اور شنواریوں میں باہم نہ الجھنے کا معاہدہ کرا دیا۔ اور اس طرح پر اس نازک وقت میں سمت مشرقی میں جو فساد پیدا ہو سکتا تھا۔ اس سے ملک کو بچا لیا۔ ان واقعات نے

نادر خان کے مشن کی صداقت پر مہر کر دی ہے

آگ لگا جمالو دور کھڑی

فاروق کے پڑھنے والے حیران ہوتے ہونگے۔ کہ اس معرکہ کارزار میں محمود طرزی کا نام نہیں آتا۔ اور ان کی یہ حیرت بالکل بجا اور درست ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سارے انقلاب کے اصل بانی مبانی محمود طرزی ہی ہیں۔ نادر خاں جیسے جرنیل اور خیر خواہ ملک سے بگاڑ کی تہ میں بھی محمود طرزی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اور جب نادر خاں اپنے ملک سے روانہ ہوئے تھے۔ اس وقت اس قسم کی خبروں نے ملک کے فہیم طبقہ میں افسوس پیدا کیا تھا۔ اصلاحات کیصورت میں جو باتیں روایات قدیم کے خلاف پیدا ہوئیں۔ ان میں بھی ایک یا دوسری وجہ سے ان کا ہاتھ تھا مگر اب جب کہ مصیبت کا وقت ہے۔ اور ملک کو اور شاہی خاندان کو ان کی خدمات کی ضرورت تھی۔ وہ ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ تاکہ

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

پر عمل کر سکیں۔ اور دور ہی سے مشاہدہ کریں۔ اسلئے کہ سٹیج کے ایکٹر وہ لطف نہیں اٹھا سکتے جو تماشائی اٹھاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ محمود طرزی اب دور سے حالات کا مشاہدہ کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ ایک راز ہے۔ جس کے انکشاف کی بہت ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ جلد خود بخود یہ معما حل ہو جانے کو ہے۔

سردار محمد عمر جان

اس میدان کارزار کے پہلوانوں میں سردار محمد عمر جان کا نیا اضافہ ہوا ہے۔ جو ہندوستان سے بھاگ کر وہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تخت کابل کے دعویدار ہیں۔ اس میں تو کسی کو شبہ نہیں کہ وہ دعویدار ہیں۔ اور ان کا دعویٰ اس لحاظ سے کہ وہ شاہی خاندان کے ممبر ہیں رد نہیں کیا جا سکتا سردار محمد عمر کے لئے یہ پہلا موقعہ نہیں۔ کہ وہ یہاں سے بھاگا ہو۔ وہ پہلے بھی اس قسم کی کوششیں کر چکا ہے۔ میں ذاتی طور پر ہر شخص اور قومی جدوجہد کا حامی ہوں۔ جو کوئی شخص یا قوم اپنے بقا اور اپنی ترقی کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر کرتی ہو۔ اخبارات میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ بچہ سقہ سردار محمد عمر کے حق میں دست بردار ہونے کو تیار ہے۔ میں اس افواہ کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ بچہ سقہ کو جو تخت و تاج مل گیا ہے۔ وہ اسے یونہی چھوڑ نہیں سکتا۔ اور اگر جنگ ہو اور اس میں وہ مارا جائے یا اسے تخت کابل کو چھوڑنا پڑے۔ تو اس کی کوئی ہتک اور ذلت نہیں۔ اب بھی وہ تاریخی انسان ہو گیا ہے۔ اور اسوقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہوگا۔ جس شخص کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا کوئی اثر بھی نہیں۔ لوگ اس سے بیزار ہیں۔ اس کی فوج بدظن ہے۔ اس کے عمال کے اخلاق اچھے نہیں۔ اگر اس پر امان اللہ خاں کی فوجوں کو کامیابی ہو تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ

بہادروں کی تاریخ میں اسے کوئی وقعت ہو لیکن بچہ سقہ کو باوجودیکہ اسے ڈاکو کہا جاتا ہے کمزور اور بے حقیقت ظاہر کیا جاتا ہے۔ ہر حالت میں تاریخ نے زندہ کر دیا ہے۔ کہ جس نے ایک مستقل بادشاہ کو بے تاج کر دیا۔ خواہ چند دنوں ہی کے لئے ہو۔ افسوس ہے۔ کہ بچہ سقہ کے دشمن اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ وہ جب اس کی تذلیل کرتے ہیں۔ تو امان اللہ خاں کو ساتھ ہی بدنام کرتے ہیں بیں نفس مطلب سے دور چلا گیا۔ میں سردار محمد عمر کا ذکر کر رہا تھا۔ اگر بچہ سقہ نے اس کے حق میں دست بردار ہونا مان لیا۔ جیسا کہ ایک افواہ کو شہرت دی گئی ہے۔ تو امان اللہ خاں کے لئے منزل اور مقصد اور بھی دور ہو جائے گا۔ اور بچہ سقہ کے تدبر اور فراست کی اور بھی داد دینی پڑیگی۔ کہ اس نے موقعہ کو شناخت کیا۔ مگر میں اسی رائے پر سردست قائم ہوں۔ کہ اس افواہ میں اصلیت کا بہت کم دخل ہے۔ محمد عمر جان اپنی خاندانی رقابت اور عداوت کی بنا پر بچہ سقہ کے ساتھ ہو کر امان اللہ خاں کا مقابلہ کرے۔ اور موقعہ کی تاڑ میں رہے۔ تو یہ بعید نہیں ؛

کابل پر چڑھائی

کابل پر چڑھائی کی خبریں تو کتنے ہی دنوں سے آرہی ہیں۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ چڑھائی ہو کر رہیگی۔ مگر نہر یار غازی کے متعلق ۵ اپریل ۲۹ء تک جو خبر آئی ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نہر یار غازی ابھی تک قندہار میں ہیں۔

بہت ممکن ہے۔ کہ ان کی نقل و حرکت کو مخفی رکھا گیا ہو۔ مگر جس جوش و خروش سے قسطون قاہرہ کی روانگی کی خبروں کی اشاعت کی گئی تھی۔ اور یہاں تک لکھا گیا۔ کہ کابل کے قریب ہی پہنچ گئے ہیں۔ اس خبر نے ان تمام سنسنی خیز خبروں پر اوس ڈال دی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ تخت کابل کے لئے ایک فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ پس پردہ کیا ہے۔ ملک خدا کا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے دیدیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جب تک کوئی فریق اپنے دعاوی سے دست بردار نہ ہو جاوے۔ جنگ ناگوار ہے۔ اور جیسا کہ حالات سے پتہ چلتا ہے۔ سمجھوتے اور صلح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ؛

اگر لڑائی ہوئی

جنگ کی صورت میں بشرطیکہ اس آگ کے شعلے دریائے اٹک سے آگے نہ بڑھیں۔ جنگ کا زمانہ لمبا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ فریقین کے وسائل ذاتی بہت محدود ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے طوالت ہو۔ لیکن اگر اس کی تہ میں روسی اثر کا دخل ہو اور جیسا کہ کہا جاتا ہے یا خیال کیا جاتا ہے کہ امان اللہ خاں کی امداد کے لئے روسی طاقت اپنا کام کر رہی ہے۔ تو پھر ہندوستان کی حفاظت کے خیال سے خطرہ ہے۔ کہ انگریزی حکومت کو دخل نہ دینا پڑے۔ روسی سفارت جو کابل میں ہے۔ اس کی بعض جھڑپیں بچہ سقہ سے ہوئی ہیں (اخبارات یہی کہتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی کوئی بہانہ تلاش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ روسی روپیہ بہت بڑی مقدار میں کابل میں لگا ہوا ہے۔ اور وہ اسے یونہی چھوڑ نہیں سکتے۔ اس اور دوسری قسم کے احتمالات ہیں۔ جو جنگ کو لمبا ہونے کی دھمکی دے سکتے ہیں۔ ورنہ خود بچہ سقہ اور امان اللہ خان کے درمیان جنگ کا سلسلہ لمبا نہیں ہوگا ؛

دو لونکی پوزیشن

جنگ کے متعلق ذخائر و اسباب جنگ کی بحث کو چھوڑ کر یہ ایک واقعہ ہے۔ کہ بچہ سقہ امان اللہ خاں سے جو جنگ کرنا چاہتا ہے۔ وہ

کابل سے باہر کرنا چاہتا ہے

یہ ظاہر ہے۔ کہ ہندوستانی جرائد بچہ سقہ کے مخالف ہیں۔ لیکن باوجود ان خبروں کے جو وہ شائع کر رہے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کابل غزنی روڈ پر اس کا ایک حد تک قبضہ ہے۔ اور اس نے اپنی فوج کا ایک حصہ راستہ ہی میں امان اللہ خاں کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا ہے۔ اگرچہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے دستہ ہراول کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ مگر جس طریق پر اس خبر کی اشاعت کی گئی ہے اسے کوئی عقلمند تسلیم کرنے میں جلدی نہیں کریگا میں قدر مشترک کو لیتا ہوں۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ بچہ سقہ نے اپنا ہراول بھیج دیا ہے جو امان اللہ خاں کی فوجوں کا راستہ میں استقبال کریگا۔ اور وہ اس جنگ کے لئے تیار ہے۔ امان اللہ خاں کو اس علاقہ میں سے گذر کر آنا ہے۔ جو اس کے دشمن ہیں۔ اور ان سے جنگ کا احتمال ہے۔ میں پہلے بھی اس قومی اور قبائلی دشمنی کی طرف اشارہ کر چکا ہوں۔ اور قبائل کے باہم منافرت کے جذبات ایک ابیاد یرپا اثر رکھتے ہیں۔ کہ وہ آپ مٹ جانا آسان سمجھتے ہیں۔ مگر اس قومی روایت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جو انتقام کی ان میں چلی آتی ہے۔

فیصلہ کا وقت قریب آرہا ہے

بہرحال جنگ کا بگل بج چکا ہے۔ اور فیصلہ کی گھڑی قریب آرہی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ کشت و خون کے بغیر کوئی فیصلہ ہو سکے۔ نادر خاں بھی اپنے مشن میں خوں ریزی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر جنگ میں امان اللہ خاں کی قسمت نے یاوری نہ کی۔ تو بچہ سقہ اور نادر خاں کی آویزش کا خطرہ ہے۔ بشرطیکہ سارا افغانستان بچہ سقہ کو بادشاہ تسلیم نہ کرلے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اگر بچہ سقہ کی قسمت ہار کھا گئی۔ تو بھی خانہ جنگی کا احتمال یقین سے بدلتا نظر آتا ہے۔

ہر گھڑی نازک آرہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اپریل کے خاتمہ تک اہم واقعات کا ظہور ہو جانے والا ہے۔

ہندوؤں کی امیدیں اس سے بدل گئی ہے۔

ہندو اخبارات کنگ امان اللہ خاں کی حمایت میں آرٹیکل لکھ رہے تھے۔ اب ان میں کچھ تغیر واقع ہو گیا ہے۔ میں شروع سے کہہ رہا تھا۔ کہ یہ پاسداری کچھ مطلب رکھتی ہے۔ اور اس کی تہ میں اسلام کی تخریب کا جذبہ ہے۔ اب جبکہ امان اللہ خاں سے خرقہ شریف پر ہاتھ رکھ کر توبہ کر لی ہے اور اپنی اصلاحات کو واپس لے لیا ہے۔ اور پرانے مفتیوں اور قاضیوں کو موقوف کر کے نئے قاضی مقرر کر دیئے ہیں۔ جو ڈاڑھیوں کے منڈوانے پر تعزیر کے احکام صادر کریں گے۔ ہندو غیر خواہ مایوس ہو رہے ہیں۔ اور کہہ اٹھے ہیں۔ کہ

بچہ سقہ اور امان اللہ میں کوئی فرق نہیں

بلکہ اب تو یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ

"ملازم کے سامنے ہتھیار ڈال کر امان اللہ خاں غیر مسلموں کے نزدیک اپنی عزت کھو بیٹھے تو تعجب نہیں"

اب اس غیر مسلم ہمدردی کی حقیقت بے نقاب ہو گئی ہے۔ اور خود ان کے منہ سے مسلمان جب ان اخبارات میں امان اللہ خاں کی ہمدردی کے لمبے چوڑے دعوی پڑھتے تھے۔ تو خوش ہوتے تھے۔ مگر میں انہیں کہتا تھا۔ کہ

مطلب سعدی دیگر است

اب بھی ہوش کرو۔ اور اس بربادی بخش جنگ سے افغانستان کو بچا سکتے ہو۔ تو بچاؤ۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے وقار کو صدمہ

ہندوستان کے مسلمان کئی مرتبہ اپنے وقار کو لمبے چوڑے دعوؤں سے نقصان پہنچا چکے ہیں۔ اور اب تازہ ترین صدمہ اس تحریک امداد سے پہنچا ہے۔ جو امان اللہ خاں کی حمایت میں فنڈ جاری کرنے کی صورت میں کی تھی۔ کاش اس کے لئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جاتا۔ اور یہ دیکھ لیا جاتا۔ کہ کیا ہم اس وقت کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مگر جلد بازی سے کام لیا گیا۔ اور اس وقت تک جو کچھ حوصلہ افزائی اس تحریک کی ہوئی ہے وہ

نہایت دل شکن اور اسلامی ہند کے وقار کو نقصان رساں ہے۔

(باقی آئندہ) خاکسار عرفانی ۲۴/۴/۲۹

(بقیہ صفحہ ۶)

تو پھر مسیح موعودؑ کی کیا ہستی ہے۔ کہ وہ "زمانوں" کا علاج کر سکتے ہیں۔ بہر حال سعید روحوں کے لئے ذیل میں وہ حوالہ بھی پیش کرتا ہوں جس پر آپ کے معبود "امیر ایدہ اللہ" کا بھی صاد ہے یعنی یہ حوالہ حضرت صاحب کے اس مضمون کا ہے۔ جو "امیر ایدہ اللہ" کی ایڈیٹری کے عہد کا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ہم اس گواہی کو پوری بصیرت اور پورے زور سے ادا کرتے ہیں۔ کہ کوئی بھی ایسا امر نہیں۔ جس سے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہو۔ جو ان کی خدائی کا گمان پیدا کرتی ہو۔ ہاں بار بار ان کی ولادت کو پیش کیا جاتا ہے۔ مگر ہم تو اس پہلے انسان کو بھی خدا نہیں کہہ سکتے۔ جس کے باپ اور ماں دونو نہ تھے۔ اور ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ صدہا کیڑے بغیر ذریعہ ماں باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تو کیا ہم ان کو خدا قرار دیدیں۔ یا خدا کے بیٹے سمجھ لیں کیا کریں۔ ہماری دانست میں تو قرآن نے حضرت مسیح اور ان کی ماں پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ جو چھ سو برس کے بہتان کو اپنی تصدیق سے رد کر دیا۔ اور حضرت مسیح کی ولادت کو اس طور سے مان لیا۔ جس سے حضرت مریم کی پردہ پوشی ہو گئی۔ ورنہ یہودی اس ولادت کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں۔ کہ اس جگہ اس کا ذکر بھی کیا جائے۔ غرض حضرت مسیح کی ولادت میں کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ یونانی اور ہندی طبیبوں نے اس کی نظیریں دی ہیں کہ کبھی انسان ماں کے مادہ سے بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہو سکتا ہے" (ریویو جلد ۱ صفحہ ۶۵)

(بقیہ صفحہ ۳)

ان کو کیوں کسی سازش کا نتیجہ یا کسی مذہب کی تعلیم نہیں کہا جا سکتا۔ مگر بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان ایسی لغویات اور امن شکن باتوں کے اظہار کے عادی نہیں۔ وہ ملک کے لئے اس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا مہلک اور سخت نقصان رساں سمجھتے ہیں اور کسی انفرادی فعل کو کسی مذہب کی تعلیم یا سازش کے نتائج بیان کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

اظہار افسوس اور التماس

اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ راجپال کا قتل نہایت قابل نفرت فعل ہے۔ جس سے کسی ذی ہوش کو انکار نہیں۔ نہ اسلام کی تعلیم اس کی اجازت دیتی ہے نہ کوئی ان نالائق قاتلوں کی پشت پر سازش کے مرکز پر بیٹھا ہوا دماغ کام کر رہا ہے۔ سر سانڈرسن کا قاتل ہو یا رام چندر کا تلسی رام کا ہو یا دیانند کا ہمارے نزدیک سب ظالم۔ سفاک۔ بیرحم۔ دشمن ملک اور مذہب ہیں خواہ وہ ہندو ہیں یا مسلمان برہمن ہیں یا شودر سخت پاپی ہیں۔ ہمیں راجپال کے اس قتل کا بیشک افسوس ہے۔ اگر قاتل مسلمان ہے۔ تو اس نے اپنے فعل سے اسلام یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ نہ اسکے اس ظالمانہ فعل سے ملک و ملت کو کچھ نفع پہنچا۔ بلکہ ایسا شخص بدترین انسان ہے۔ جس نے مذہب کو الگ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمبلی کے اجلاس دہلی میں بم پھٹنے کا حادثہ

(از)

نئی دہلی ۸ر اپریل کو دانسرائے کی کونسل اسمبلی کا دہلی میں اجلاس ہو رہا تھا۔ کہ یکایک یکے بعد دیگرے دو بم گیلری سے وہاں آکر گرے۔ جہاں سر جارج سوشٹر فنانس ممبر بیٹھے تھے۔ ارکان بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حالت ایوان خوف زدہ تھی ہال دھواں دھار ہو گیا۔ بموں کے ہمراہ ایک سرخ پمفلٹ بھی پھینکا گیا۔ جو "ہندوستان کی سوشلسٹ جمہوری فوج کے نام نوٹس" تھا۔ یہ اس امن شکن فوج کا نام ہے۔ جو برادران وطن نے ہندوستان کو آزاد کرانے اور ملک میں فساد برپا کرنیکی غرض سے "نوجوان بھارت سبھا" اپنے گھر کی تیار کی ہے جس کے بلراج آزیری کمانڈر انچیف ہیں۔ اور اس کے دستخطوں سے یہ نوٹس شائع ہوا ہے۔ اس نوٹس کا مضمون آئندہ درج اخبار ہوگا۔ بم کے گولے دیسی ساخت اور گھٹیا قسم کے تھے۔ اس لئے کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اگرچہ دھماکا زور کا تھا۔

زخمیوں کے نام

بم گرنے سے سر جارج شسٹر اور سر بومن جی دلال اور مسٹر ایس این رائے جو اسمبلی گیلری میں تھے۔ مسٹر پی آر راؤ اور مسٹر شنکر راؤ جو ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ زخمی ہوئے۔ زخم معمولی ہیں۔ جس سے تشویشناک حالت نہیں۔ البتہ سر بومن جی دلال کا زخم ۲½ انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا ہے۔ لیکن وہ بھی بچ گئے۔ سب کی مرہم پٹی ممبران کے کمرے میں لے جاکر سول سرجن دہلی نے کی۔ مگر سر بومن جی کو ہسپتال میں بھیجدیا۔ جس جگہ گولے آکر گرے تھے۔ وہ زمین ریزہ ریزہ پاش پاش ہو گئی۔ اور زمین بنچ بھی اوڑ گئے۔

مسٹر پٹیل صدر اسمبلی نے باضابطہ اجلاس کو جمعرات تک ملتوی کر دیا ہے۔ بم گرنے کے وقت سر جارج سائمن صاحب جنکے نام سے سائمن کمیشن قائم ہوا ہے۔ صدر گیلری میں بیٹھے تھے

انہوں نے بھی بچشم خود اس حادثہ کو دیکھا۔ پولیس نے بم گرتے ہی کونسل ہال کو قفل لگا دیا۔ اور تماشائیوں کے ہجوم کو روک لیا۔

ملزموں کی گرفتاری

گیلری کے تماشائیوں میں سے دو اشخاص گرفتار ہوئے۔ ایک کا نام سٹر بوٹو کیشور دت ہے۔ جو بنگالی ہے۔ اور کانپور میں مقیم ہے۔ اور دوسرے کا نام بھگت سنگھ ہے جو پنجابی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ دونوں نے پولیس کے سامنے جرم کا اقبال کر لیا ہے۔ بم کے گولے پھینکنے کے بعد ہی دونوں ملزموں نے ہوا میں پستول چلائے جو ان کے پاس موجود تھے۔ اور ایک پستول نشست کی طرف بھی چلایا۔ اور پستول چلاتے وقت دونوں میں سے ایک ملزم نے کہا کہ "میں نے اپنا کام کر لیا۔ اور میرا پستول موجود ہے" اور پھر خود ہی اپنے آپ کو بغیر مقابلہ کئے پولیس کے حوالہ کر دیا۔ پولیس نے ہر دو ملزمین سے علیحدہ علیحدہ بیان لینے چاہے۔ مگر انہوں نے بیان دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ ہم سوائے عدالت کے سامنے بیان لکھانے کے کسی کو بیان نہ دینگے۔ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۷ کے ماتحت اقدام قتل کے الزام میں معاملہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ بوٹو کیشور دت بنگالی ملزم کو پولیس کی حراست میں نیو دہلی کے تھانہ میں پہنچا دیا۔ اور بھگت سنگھ پنجابی ملزم کو پرانی دہلی کی کوتوالی واقعہ چاندنی چوک میں رکھا گیا۔ ملزم اپنے افعال پر پشیمان و پریشان اور متفکر نہیں معلوم ہوتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بھگت سنگھ مسمی کشن سنگھ کا بیٹا ہے۔ اور کشن سنگھ مشہور جلاوطن اجیت سنگھ کا بھتیجا ہے۔ پولیس سرگرم تحقیقات ہے۔ اور پتہ لگانا چاہتی ہے۔ کہ یہ حادثہ کس سازش سے وقوع پذیر ہوا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اسکی تحقیقات میں سٹر سانڈرسن افسر پولیس لاہور کے قتل کا

کونسل ہال میں داخلہ

اسمبلی کے ہال میں کوئی شخص بغیر ٹکٹ کے داخل نہیں ہو سکتا۔ معزز پبلک کو اجلاس کی کارروائی سننے کے واسطے گیلریوں میں بحصول ٹکٹ داخل ہو کر بیٹھنے کی اجازت ہے۔ اور نہایت سخت احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ کوئی مشتبہ آدمی نہ داخل ہو جائے۔ کونسل ہال کا رعب داب اور شان و شوکت دیکھکر ہر کس و ناکس کا دل گردہ نہیں کہ وہاں ڈیرا جما بیٹھے۔ بڑی حفاظت ہوتی ہے۔ کونسل ہال کوئی سرائے یا ریلوے سٹیشن کا مسافر خانہ نہیں۔ کہ ہر شخص وہاں پہنچ سکے۔ باایں ہمہ احتیاط و خوف معلوم ہوا۔ کہ دونوں ملزم بغیر ٹکٹ کے داخل ہوئے تھے۔ اور ان کا بیان ہے۔ کہ ہم پولیس کے آنے اور باضابطہ داخلہ کی اجازت دینے سے بہت پیشتر بغیر ٹکٹ لئے گیلری میں داخل ہو چکے تھے۔ تعجب ہے۔ کہ ایسے مقام پر جہاں چڑیا تک کا پھٹکنا بغیر جان پہچان اور دیکھ بھال کے محال ہے۔ وہاں ایسے لوگ داخل ہو جائیں۔ اور پہلے سے جگہ تجویز کر لیں۔ اور کسی کو خبر تک نہ ہو۔ اور اپنے ساتھ وہ بم بھی لیجائیں پستول بھی لے جائیں۔ اور گرمی کے موسم میں کوئی کمبل یا گرم کپڑے بھی نہ پہنے ہوں۔ ٹھنڈے کپڑوں میں یہ سب چھپا لیں۔ یہ ایک معمہ ہے۔ جس کا حل کرنا ذمہ وار افسران پولیس کا فرض ہے کیونکہ بغیر سازش کے اس طرح داخلہ مشکل ہے۔

اخبار کا شکریہ

فاروق کے نئے سال کے چندہ کی وی پی پر جو روپیہ بابت فاروق میں اطلاع شائع کر دیئے جانے کے باوجود نہیں آیا تھا۔ جس کی وجہ نامعلوم تھی۔ ان کو یہ مناسب نہ تھا۔ جس کا فاروق کو شکوہ ہے۔ اب معلوم ہوا کہ وہ روپیہ کنندگان نے واپس کر دیا ہے۔ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا تھا۔ یہ بات ہمیں اپریل کا پرچہ

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی کے بینظیر تحفے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں۔ سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں۔ دوپٹے۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اون ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے۔ غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ

علاوہ خرچ ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ بچہ زندگی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائے گا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف دو روپے۔ علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت۔ مرد۔ جانور۔ درخت مکان۔ گرجا۔ مسجد۔ مندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے۔ اڑتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کیلئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی۔

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے بگاڑنے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے غریب لوگ اس کو منگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشا ہے۔

قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ دو عدد فلم پندرہ روپے۔ علاوہ خرچ ڈاک

المشتہر

مینجر برلن ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس ۹۷ لاہور

اصلی اور سستی عینکیں

اگر دور کی نظر کمزور ہے یا نزدیک کا کام کرنے لکھنے پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس کا علاج عینک لگانا ہے۔ آپ عینک لگائیں تو تمام تکالیف دور ہو جائینگی اور نظر درست ہو جائیگی۔ علاوہ ازیں آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے عینکیں ہم سے مل سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں اعلےٰ سے اعلیٰ قسم کی عینکیں ہیں۔ جو طلب کرنے پر بازار کی نسبت ارزاں قیمت پر بھیجی جاتی ہیں۔ اسی کا نام رعایت ہے۔ کہ چیز اعلیٰ ہو۔ اور قیمت بازار کی نسبت کم ہو۔ فائدہ اٹھانے کا زریں موقعہ ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن (احمدی) فرینش سرجن اینڈ اپٹیشن
موگا (پنجاب)

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں اور روزی کمانے کے لئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو آیئے ہم آپ کو ملازمت سے نجات حاصل کرنیکا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نوسیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور جھاگ دینے والا ہوگا بنانا گھر بیٹھے ہی سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔

ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اجرت وصول کرنے کے لئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں اور اس نسخہ کو منگا کر اور گھر بیٹھے دو روپیہ نفع کمائیں۔

مہتمم احمدیہ دوا گھر قادیان (پنجاب)